تحریک ترکِ تقلید
اور
فتاویٰ رضویہ

ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری
(جامعہ کراچی)

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل
کراچی ـــــــــ اسلام آباد

Marfat.com

برصغیر میں

تحریکِ تقلید اور فتاویٰ رضویہ

(ایک تحقیقی جائزہ)

ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری

تقسیم کار
المختار پبلی کیشنز
۲۵ر جاپان مینشن، ریگل صدر، کراچی

Marfat.com

عنوان..............برصغیر میں تحریک ترک تقلید اور فتاویٰ رضویہ
تحریر..........ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری
تقدیم..............صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری
صفحات..............۳۲
تعداد..............۱۰۰۰
سن اشاعت..........۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء
نگران اشاعت........اقبال احمد اختر القادری
حروف سازی وطباعت..المختار پبلی کیشنز، کراچی، فون ۷۷۲۵۱۵۰-۰۲۱
ھدیہ..............۱۰/- روپیہ

ناشر

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل

کراچی: آفس: 25 جاپان مینشن، ریگل چوک، صدر کراچی، (74400)، پوسٹ بکس نمبر 489
ٹیلی فون نمبر: 021-7725150، فیکس: 7732369

اسلام آباد: D-44/4، اسٹریٹ نمبر 38، سیکٹر F-6/1، اسلام آباد 44000،
ٹیلی فون نمبر: 051-2825587

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

(صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری)

تاریخ اور تہذیب و ثقافت کے طالب علم اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ دنیا میں تہذیب و تمدن اور تعلیم اور ثقافت کا ارتقاء تقلید کی بنیاد پر ہی ممکن ہو سکا ہے کیونکہ کسی بنیادی قالب یا نظام عمل کے بغیر ارتقائی منزلوں کی طرف عروج ممکن ہی نہیں۔

تقلید کے معنی ہیں کسی مستحکم نشان راہ پر چل کر منزل مقصود تک پہنچا اور یہ کسی طرح ترقی وارتقاء کے منافی نہیں ہے۔ اسلامی شریعت کی اصطلاح میں تقلید کے معنی ہیں محمد رسول اللہ ﷺ کے ''اسوۂ حسنہ'' (بہترین نمونۂ عمل) کی کامل پیروی کرنا۔ جس کے لئے قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود یہ حکم صادر فرمایا:

'' لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ''(الاحزاب ۳۳:۲۱)

اگر ایسا ضروری نہ ہوتا تو قرآن مجید میں بیان کردہ اجمالی احکام کی تفصیل، معلم کائنات سید عالم ﷺ کے ارشادات کی تشریح اور قرآن وحدیث میں بیان کردہ احکامات کے انطباق کے بیان کرنے کے اہل صرف وہی لوگ قرار پاتے ہیں جن کو قرآن مجید فرقان حمید نے ''اھل الذکر'' کے نام سے یاد کیا ہے، اور احکام اسلامی کو سمجھنے اور سیکھنے کیلئے ان کی طرف رجوع لانے کا حکم دیا ہے۔ یہ وہ مقدس گروہ ہے جس نے عالم ماکان وما یکون، معلم انسانیت ﷺ سے یا تو براہ راست تعلیم و تربیت حاصل کی (صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین) یا پھر وہ اہل علم وفضل ہیں جنہوں نے سید عالم ﷺ کے ان تربیت یافتہ حضرات سے سیکھا، (تابعین) یا پھر وہ ائمہ و مجتہدین ہیں جنہوں نے بعد میں آنے والے تبع تابعین اور ان کے شاگرد علماء راسخین سے اسلامی احکامات فقہ وحدیث اور قرآن وسنت کا نہ صرف علم سیکھا بلکہ وسیع تر ہوتی ہوئی اسلامی سلطنت اور مختلف النسل وتہذیب

Marfat.com

کے افراد کے قبول اسلام کی وجہ سے پیدا شدہ نت نئے مسائل زندگی کے لئے نہایت غور وفکر مطالعہ و تدبر اور بحث وتحیث کے بعد قرآنی احکامات پر عمل درآمد کیلئے ایسا بنیادی اصولی آئینی اور قانونی ڈھانچہ پیش کر دیا جو قیامت تک آنے والی مسلمان نسلوں کیلئے اپنے اپنے دور کے تقاضوں کے مطابق رہنما اصول مہیا کرتا رہے گا۔

تاریخ اسلام میں انکارِ تقلید ائمہ کا پہلا واقعہ اس وقت پیش آیا جب امیر المؤمنین سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے دور خلافت میں بعض نومسلم اور غیر تربیت یافتہ مسلمانوں کے ایک گروہ نے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم ماننے سے اس بنیاد پر انکار کر دیا تھا کہ ہمیں قرآن کافی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ط'' (یوسف ۱۲:۶۷)

اور اس کا معنی یہ لیئے کہ حکم تو صرف اللہ کا ہے ہم امیر المومنین یا امام وقت کا حکم کیوں مانیں، ہم صرف قرآن پر عمل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی قبر انور کی منور رکھے اور اس پر انوار برکات تا قیامت نازل فرمائے کہ انہوں نے ان سے قتال کر کے بروقت اس فتنے کا قلع قمع کیا اور انہیں اسلام سے خارج قرار دیا اسی بناء پر ان کا نام خوارج پڑ گیا۔

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے دور خلافت میں خود انہوں نے اور ان کے بعض ساتھی صحابۂ کرام اور ان کے شاگردوں (تابعین کرام) نے اصول دین، اصول تفسیر قرآن، فقہ اسلامی، حدیث رسول ﷺ، علوم صرف ونحو ولغت وغیرہ کے بعض اہم بنیادی اصول مرتب کر دیئے تھے جس پر آگے چل کر ائمہ اربعہ، امام اعظم حضرت نعمان بن ثابت امام ابوحنیفہ (۸۰ھ تا ۱۵۰ھ) حضرت امام مالک (۹۳ تا ۱۷۹ھ) حضرت امام شافعی (۱۵۰ھ تا ۲۰۴ھ) اور امام احمد ابن حنبل (۱۶۴ھ تا ۲۴۱ھ) قرآن، سنہ، اجماع اور قیاس کے اصولوں کی بنیاد پر اسلامی اعمال، احکام اور معاملات کے جزئیات اور تفاصیل مرتب کیں۔ انہوں نے صحابۂ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم سے براہ راست استفادہ کی بنیاد پر قرآن وحدیث سے مسائل اور اصول استنباط کئے اور فقہ اسلامی کو ایک علم کی اہم فرع کے طور پر سائینٹفک بنیاد پر اس طرح منظم ومنضبط کیا کہ جس کی بنیاد پر اس دور میں اور قیامت تک آنے والے ہر زمانے میں مسائل کے حل کیلئے فتاویٰ اور قضایا کا حکم جاری کیا جاسکے۔

Marfat.com

یہ چار مکاتب فکر مذاھب اربعہ کہلائے اور اس سے اہم بات یہ ہے کہ ان کے دور میں یا ان کے بعد کے دور میں جتنے معروف ائمۂ حدیث گذرے وہ بھی ان میں سے کسی ایک کے مقلد تھے۔ مثلاً امام بخاری شافعی المذہب تھے۔ اسی طرح ابن ماجہ مالکی، امام طحاوی حنفی، ابن تیمیہ اور ابن قیم حنبلی اور شاہ ولی اللہ دھلوی حنفی تھے۔

یوں تو مذکورہ چاروں ائمہ کرام (رضی اللہ عنہم) ذہانت وفطانت، دانائی وفراست اور علم وفضل کے اعتبار سے اپنے اپنے دور کے عبقری اسلام تھے۔ لیکن ان سب میں امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بعض نمایاں خصوصیات کے اعتبار سے امتیازی شان کی حامل ہیں میں سے چند یہ ہیں:

۱- آپ نے سید عالم ﷺ کے بعض فقیہہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا دور پایا اور ان سے براہ راست استفادہ کیا۔

۲- یہ وہ صحابۂ کرام اور تابعین حضرات تھے جنہوں نے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم، حضرت سیدنا عثمان غنی، حضرت سیدنا علی مرتضٰی، حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود، حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس وغیرہم (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) سے براہ راست تعلیم وتربیت حاصل کی تھی۔

۳- ان کے علاوہ حضرت انس بن مالک، حضرت عبداللہ بن حارث اور حضرت عبداللہ بن اوفا (رضی اللہ عنہم) آپ کے اساتذہ میں تھے،

۴- ان کے علاوہ آپ کو تقریباً ایک ہزار سے زیادہ تابعین اور تبع تابعین کرام رضی اللہ عنہم سے شرف تلمذ حاصل تھا۔

انہی خصوصیات کی بناء پر آپ کو "امام اعظم" کے خطاب سے نوازا گیا اور آج دنیائے اسلام کی دو تہائی سے زیادہ آبادی فقہ حنفی کی مقلد اور اس پر عامل ہے۔ امت مسلمہ کے مستند فقہاء ائمہ، مجتہدین اور محدثین نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی کو سید عالم ﷺ کی حدیث مبارکہ کے بموجب رسول اللہ ﷺ کا ایک عظیم معجزہ قرار دیا ہے۔

تقلید سے فرار اور ائمہ اربعہ کی شخصیات پر سب وشتم، ان کے اجتہادی اور علمی کارناموں پر جرح وقدح دراصل بیمار اور غلامانہ ذہن کی عکاس ہے۔ اگر بغور دیکھا جائے تو ائمہ اربعہ کے

Marfat.com

وقیع فیصلوں اور تعلیمات سے انکار کے پیچھے مذہبی جذبات نہیں بلکہ خالصۃً سیاسی اور دنیا طلبی کے عوامل کارفرما ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ "ائمہ اربعہ" وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کا تعلق قرنِ دوم و ثالث سے ہے، جس کے متعلق خود مخبر صادق ﷺ نے اپنے زمانہ مبارکہ قرنِ اول، کے بعد تمام زمانوں سے بہترین ہونے کی خوشخبری سنائی ہے۔ مزید برآں یہ کہ ان نفوس قدسیہ نے بالمباشرہ اور بالمشافہ ان حضرات قدسیہ سے کسب علم اور فیض روحانی حاصل کیا جن کو صحابہ کرام تابعین، تبع تابعین کی مقدس جماعت کہتے ہیں۔ لہذا اسلامی نقطۂ نظر سے خیر القرون کے سینکڑوں سال بعد آنے والے فرد یا گروہ کا ایسے مستند، مقدس افراد کی تحقیقات علمی پر اپنی ذاتی رائے یا پسند ناپسند کو ترجیح دینے کے عمل کو اسلامی اقدار کی پائمالی اسلام سے بغاوت یا دوسرے الفاظ میں، منافقت کے علاوہ کیا نام دیا جاسکتا ہے۔ ظاہر ہے ایسے عمل کا تعلق رضائے الٰہی کے حصول یا سید عالم ﷺ کی ذات گرامی سے اظہار محبت کے لئے ہرگز نہیں ہوسکتا ہے، یہ سراسر درھم و دینا اور دنیوی جاہ طلبی کا معاملہ ہے

تاریخ اسلام کے مطالعہ سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ ائمہ اربعہ کے بعد کی صدیوں میں کہیں کہیں بعض افراد نے بعض معاملات میں تو ان کی تقلید سے انکار کیا یا اعراض برتا، لیکن بحیثیت ایک فرقہ کے "غیر مقلدیت" یا آج کی خود اس گروہ کی مخترع اصطلاح میں "اہل حدیثیت" کبھی منصۂ شہود پر نمودار نہیں ہوئی۔ علماء اس سے واقف ہیں کہ "اہل حدیث" کی اصطلاح ائمہ حدیث کے لئے استعمال ہوتی ہے نہ کہ کسی فرقۂ اسلام کے لئے۔ یہ بارھویں صدی ہجری کا دور تھا جب محمد بن عبدالوہاب نجدی کے غیر مقلد پیروکاروں نے جن کو عام طور سے "وہابی" کہا جاتا تھا اپنے لئے "اہل حدیث" کی اصطلاح استعمال کی۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ بارھویں اور پھر تیرھویں صدی ہجری میں غیر مقلدین نے اپنے سیاسی اقتدار کے حصول کی لالچ کی خاطر اسلام مخالف طاقتوں خصوصاً برطانوی استعمار سے سازباز کی اور پہلے سلطنت اسلامیہ ترکیہ کے زوال خصوصاً عرب ممالک پر سے اس کے اقتدارِ اعلیٰ کے خاتمہ کی خاطر مسلمانوں سے غداری کی اور برطانوی حکومت کا ہر طرح سے ساتھ دیا اور بعد میں ہندوستان میں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں فرنگیوں کے ساتھ بھرپور تعاون کیا اور اس غداری کے انعام کے طور پر حکومت برطانیہ سے درخواست کی کہ چونکہ ہم تاج برطانیہ کے وفادار ہیں اور اس کی حکومت کو رحمت الٰہی کا سایہ سمجھتے ہیں لہذا ہندوستان میں ہمیں سیاسی مراعات دی جائیں اور

Marfat.com

مسلمانان عالم، خصوصاً ہندوستان کے مسلمانوں نے ہمیں ''وہابی'' قرار دیکر ہم سے جو اچھوتوں کا سا سلوک روا رکھا ہے اس کے تدارک کیلئے ہمیں ''وھابی'' کی بجائے ''اہل حدیث'' قرار دیا جائے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں غیر مقلد عالم مولوی محمد حسین بٹالوی نے تاج برطانیہ سے وفاداری کا اعلان کرتے ہوئے حکومت سے تحریری درخواست کی کہ سرکاری ریکارڈ میں ہمارے فرقہ کا نام وہابی کی بجائے ''اہل حدیث'' داخل کیا جائے اور اس سلسلے میں حکومت برطانیہ کی جانب سے ایک سرکاری گشتی مراسلہ بھی جاری کیا جائے۔ (حوالہ تاریخ عجیبیہ مصنفہ مولوی محمد جعفر تھانیسری)

چنانچہ ایسا ہی ہوا، گویا ۱۸۵۷ء سے قبل ہندوستان اور دیگر بلاد اسلامیہ میں ''اہل حدیث'' نام کے کسی فرقہ کا وجود نہ تھا۔ اس ناقابل تردید تاریخی واقعہ کی صداقت برطانوی حکومت ہند کے جولائی تا اگست (۱۸۸۸ء) اور مارچ ۱۸۹۰ء کے مدراس، بنگال، یوپی، سی پی اور بمبئی کے صوبوں کو جاری کردہ گشتی مراسلوں سے لگایا جاسکتا ہے۔ اس کا اعتراف خود مشہور اہل حدیث عالم مولوی محمد حسین بٹالوی اپنی ایک تحریر میں کیا ہے۔ حکومت برطانیہ کے اسی سیاسی فیصلہ نے غیر مقلدین ہند کو شہ دی جس کی بنیاد پر انہوں نے اپنے غیر مقلدانہ عقائد کی تبلیغ کے لئے مذاہب ائمہ اربعہ خصوصاً حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور حنفیت کے خلاف زبردست تحریک شروع کی جس سے مسلمانان برصغیر پاک و ہند و بنگلہ دیش کے درمیان انتشار اور شدید فرقہ وارانہ اختلافات رونما ہوئے۔

ہندوستان میں ترک تقلید کی سب سے پہلی مہم کے روح رواں اسمٰعیل دہلوی تھے، لیکن سرحد کے مسلمانوں کے ہاتھوں ان کے مارے جانے کے بعد، بقول مولوی عبیداللہ سندھی پٹنہ کے مولوی ولایت علی نے غیر مقلدین کی جماعت کا احیاء کیا لیکن بعد کے دور میں غیر مقلدین کی اس تحریک کے امام شاہ محمد اسحاق کے شاگرد میاں نذیر حسین دہلوی، جن کا اصل وطن سورج گڑھ بہار تھا، قرار پائے۔

غیر مقلدیت (وہابیت یا اہل حدیثیت) کے خلاف ہندوستان کے جن جید علماء کرام رحمہم اللہ علیہم نے زبان وقلم سے جہاد کیا ان میں ۱۸۵۷ء سے قبل علامہ فضل حق خیر آبادی، علامہ مولانا فضل رسول بدایونی، قاری عبدالرحمٰن پانی پتی، علامہ مولانا نقی علی خاں (والد ماجد امام احمد خاں قادری محدث بریلوی) اور ۱۸۵۷ء کے بعد علامہ مولانا ارشاد حسین رامپوری، مولانا

Marfat.com

عبدالقادر بدایونی، مولانا لطف اللہ علیگڑھی، امام احمد رضا خان قادری محدث بریلوی اور مولانا وصی احمد محدث سورتی (علیہم الرحمۃ والرضوان) کے اسمائے گرامی نمایاں ہیں۔

زیرِ نظر مقالہ ''برصغیر میں تحریک ترکِ تقلید اور فتاویٰ رضویہ ایک تحقیقی جائزہ'' پاکستان کے ایک معروف محقق ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری، صدر شعبۂ علوم اسلامی کی ایک تحقیقی کاوش ہے۔ انہوں نے ناقابل تردید تاریخی اور دستاویزی شواہد کی روشنی میں ثابت کیا ہے یہ مسلمانانِ ہند میں ایک نو پید فرقہ تھا جس کا ۱۸۵۷ء سے قبل سرزمین ہند میں کوئی وجود نہیں تھا، اس کا وجود انگریز نوازوں اور فرنگی حکومت کی نوازشوں کا مرہونِ منت ہے۔ انہوں نے ثابت کیا ہے کہ اس فرقہ نے مسلمانانِ ہند کے اتحاد کو سخت نقصان پہنچایا، اگر علمائے اہلِ سنت خصوصاً امام احمد رضا خاں محدث بریلوی اپنی تحریرات اور فتاویٰ سے اس کے امام کا تعاقب نہ کرتے اور اس کے عقائد باطلہ کا ردنہ فرماتے تو عین ممکن تھا کہ ہندوستان سے حنفیت ختم ہو جاتی کیونکہ اس فرقہ کو طاقتور حکومت برطانیہ کی ہر طرح کی پشت پناہی حاصل تھی۔

محترم ڈاکٹر جلال الدین نوری حفظہ اللہ تعالیٰ ایک صاحب طرز مصنف اور ایک بالغ نظر محقق ہیں۔ موجودہ دور کے حالات کے تناظر میں ان کی یہ کاوش بڑی اہمیت کی حامل ہے جو اس اہم حقیقت کی طرف مشیر ہے کہ خارجیت، معتزلیت (دیوبندیت) اور وہابیت کے افکار کے حامل افراد یا گروہ نے تاریخ اسلام کے ہر دور میں مسلمانوں کی صفوں میں دہشت گردوں کا کردار ادا کر کے ہمیشہ مسلم امہ کو نقصان پہنچایا ہے دوسرے یہ کہ اپنی تحریر سے وہ مسلمان نوجوانوں کے یہ پیغام بھی دے رہے ہیں کہ دین و مذہب کے مسلمہ عقائد اور اعمال کی حفاظت کے لئے اپنے مستند علماء و ائمہ خصوصاً امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ اور ان کے متوسلین علماء کی تصانیف کا مطالعہ ناگزیر ہے۔

راقم اور ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کے جملہ اراکین جناب ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری صاحب زید عنایۃ کے ممنون ہیں کہ انہوں نے ایک اہم عنوان پر مقالہ لکھ کر آج کے مسلم نوجوان کو فکری انتشار اور گمراہ کن عقائد سے بچنے کا سامان بہم پہنچایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس سعی کو قبول فرمائے۔

فجزاہ اللہ احسن الجزاء آمین بحرمت سید المرسلین ﷺ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"برصغیر میں تحریکِ تقلید اور فتاویٰ رضویہ"

﴿ایک تحقیقی تجزیہ﴾

ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری
صدر، شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی

دسویں صدی ہجری کے بعد برصغیر (پاک و ہند و بنگلہ دیش) کی دینی تحریکات میں کئی ایسی تحریکیں نمودار ہوئیں جن کے گمراہ کن افکار و نظریات سے معاشرے میں سخت منفی اثرات مرتب ہوئے اور سب سے پہلے حضرت مجدد الف ثانی (رحمۃ اللہ علیہ) اور آپ کے خلفاء نے ان کے پھیلائے ہوئے گمراہ کن فتنوں کا قلع قمع کیا، انہیں تحاریک میں ایک تحریک مھدویت بھی تھی (۱)۔ پھر رفتہ رفتہ مختلف ادوار میں اور کئی تحریکوں نے جنم لیا، جن میں تحریک فرائضی (بانی شریعۃ اللہ بنگالی ۱۷۸۱ء) تحریک مجاہدین، (۱۷۸۶ء) (محرکین سید احمد رائے بریلوی اور شاہ اسماعیل الدہلوی) تحریک آزادی ہند

Marfat.com

(۵۶-۱۸۵۷ء) (محرکین مولانا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ ومولانا صدر الدین الدہلوی، مولانا شاہ احمد سعید مجددی اور مفتی عنایت احمد کاکوروی وغیرہ تھے) لیکن ان تحاریک میں تحریک ''ترک تقلید'' کو ایک بنیادی اہمیت اس لئے حاصل ہوگئی تھی کہ اس تحریک کے محرکین نے اپنی نسبت حضرت شاہ ولی اللہ الدہلوی (رحمۃ اللہ علیہ) اور حضرت شاہ محمد اسحاق الدہلوی سے جوڑ لی تھی بلکہ بعض مؤرخین کے مطابق ۱۸۵۷ء سے قبل ہی اس تحریک نے بہت زور پکڑ لیا تھا اور تحریک کے بانیوں نے ایسی کتابیں تحریر کیں اور ایسے عقائد ونظریات کا پرچار کیا جو ہندوستانی مسلمانوں کے مابین شدید فرقہ ورانہ اختلافات کا باعث بنا۔(۲)

مولانا ابو الکلام آزاد مزید لکھتے ہیں کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی اور ان کی جماعت سے علماء حجاز اور عوام کو سخت تعصب وعناد پیدا ہوگیا تھا اور انہوں نے غیر مقلد ہونے کو عملاً ایک بہت بڑا جرم قرار دے رکھا تھا اور وہ وہابیوں کی اس جماعت کو ایک باغیانہ جماعت سمجھتے تھے (۳)۔

اس کے برخلاف ہندوستان میں غیر مقلدوں کی تحریک روز بروز فروغ پا رہی تھی اور شاہ محمد اسحٰق الدہلوی سے وابستگی کا اظہار کرنیوالے میاں نذیر حسین سورج گڑھی ''بہاری'' ثم الدہلوی غیر مقلدین کی جماعت کے امام قرار دیدیئے گئے تھے ان کی نگرانی میں اس جماعت کے عقائد ونظریات کی اشاعت وتبلیغ کا کام زوروں سے جاری تھا اور میاں نذیر حسین بہاری دہلوی کو ہندوستان میں برسر اقتدار انگریز حکمرانوں کی مکمل حمایت بھی حاصل ہوگئی تھی۔

اس وقت غیر مقلدوں سے ٹکر لینا یا ان کا محاسبہ کرنا حکومت وقت کی مخالفت کے مترادف سمجھا جاتا تھا لیکن اس کے باوجود ۱۸۵۷ء سے قبل امام المتکلمین مولانا فضل حق خیر آبادی، سیف اللہ المسلول مولانا فضل رسول بدایونی، قاری عبدالرحمٰن پانی پتی، اور مولانا نقی علی خاں بریلوی اور ۱۸۵۷ء کے بعد مولانا ارشاد حسین رامپوری، مولانا

Marfat.com

عبدالقادر بدایونی، مولانا لطف اللہ علیگڑھی، امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی، مولانا وصی احمد محدث سورتی (علیھم الرحمۃ والرضوان) اور دیگر علماء نے ''تحریک عدم تقلید'' کے فتنہ کی سرکوبی کے لئے کھل کر کام کیا اور مولانا ارشاد حسین رامپوری نے تو میاں نذیر حسین کے اعتقادات پر مشتمل ایک کتاب ''معیار الحق'' کا رد ''انتصار الحق'' کے نام سے لکھا اور اسی طرح اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی کے ایک خلیفہ مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ نے غیر مقلدوں کے عقائد کے رد میں ایک کتاب ''تنزیہہ الرحمان'' تصنیف فرمائی۔ بعد میں مولانا لطف اللہ علیگڑھی نے بھی غیر مقلدون کے عقائد پر سخت تنقید کی۔

مکہ معظمہ میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی اور مولانا خیر الدین دہلوی (والد بزرگوار ابوالکلام آزاد) غیر مقلدوں کے رد میں بہت پیش پیش تھے اور انہوں نے حجاز کے ایک عظیم فقیہ و محدث و مفسر شیخ احمد سید دحلان مکی کے اصرار پر تقلید کے جواز میں نہایت شرح و بسط کے ساتھ ایک کتاب لکھی۔ جو کہ دس جلدوں پر مشتمل تھی۔

بقول ابوالکلام آزاد سرزمین عرب پر رد وہابیت کے زور و شور نے ہندوستان کے غیر مقلدوں میں بڑی بے چینی پیدا کر دی تھی چنانچہ وہ مسلسل اس کوشش میں لگے رہے تھے کہ ''عدم تقلید'' کی تحریک کو مستحکم بنانے کے لئے کسی صورت ''مرکز المسلمین'' مکہ معظمہ کے ارباب اختیار سے تائید و حمایت حاصل کی جائے۔ مگر ان کو اپنی ہر کوشش میں منہ کی کھانی پڑی، ۱۸۵۷ء کے بعد ہندوستان سے علماء وہابیہ غیر تقلید یہ ہندوستان کی ایک جماعت جو اکتیس افراد پر مشتمل تھی اپنے عقائد کی تائید حاصل کرنے کیلئے مکہ معظمہ پہنچی۔ اس جماعت میں مولوی محمد انصاری، مفتی محمد مراد بنگالی، شیخ عبداللطیف، قاضی محمد سلیمان جونا گڑھی اور کئی افراد شامل تھے۔ اس جماعت کے مکہ معظمہ پہنچنے پر مولانا خیر الدین الدہلوی والد مولانا ابوالکلام آزاد نے جو ان دنوں مکہ میں ہی تھے شدید احتجاج کیا اور شریف مکہ سے مطالبہ کیا کہ ان کے عقائد کی تحقیقات کریں۔ چنانچہ شریف مکہ نے ایک

Marfat.com

مجلس مقرر کردی اور مولانا خیر الدین نے اس مجلس کے سامنے علماء غیر تقلید یہ کی اس جماعت سے سترہ سوالات کیے جن میں ''وجوب تقلید شخصی'' استحباب قیام، زیارت قبور کے لئے سفر اور استمداد و توسل اولیاء بالصالحین وغیرہ سے متعلق جوابات طلب کیے گئے تھے۔ بقول مولانا ابوالکلام آزاد، اس موقع پر بجز، تین شخصوں کے اور سب غیر مقلد مولویوں نے تقیہ کیا اور کسی نے بھی استقامت نہ دکھائی۔ چنانچہ اکتیس افراد پر مشتمل اس جماعت کو خارج البلد کر دیا گیا، اور حجاز کی پولیس نے انہیں جدہ، لاکر ''برٹش کونسل'' کے حوالہ کر دیا، جہاں سے یہ لوگ جہاز میں بیٹھ کر ممبئی واپس آ گئے۔

سرزمین حجاز سے غیر مقلدین کی جماعت کا اخراج بظاہر تو علماء اہل سنت کے نزدیک بڑا مستحسن عمل تھا لیکن اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہندوستان میں غیر مقلدون (وہابیوں) کی سرگرمیوں کا دائرہ اور وسیع ہو گیا۔ تحریک عدم تقلید والوں نے فقہ کی عدم ضرورت پر نہ صرف اصرار کیا بلکہ بعض متشدد افراد نے مقلدوں پر کفر کے فتوے لگا دیے، جیسا کہ کتاب ''اعتصام السنہ'' مطبوعہ کانپور مصنفہ مولوی عبداللہ محمدی ساکن الہ آبادی میں درج ہے کہ چاروں ائمہ اربعہ کے پیروکار اور چاروں طریقوں کے متبع یعنی حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور اسی طرح چشتی، قادری، نقشبندی، ومجددی یہ سب لوگ کافر ہیں۔ (۴)

غیر مقلدوں کی ان فتنہ سامانیوں نے سواد اعظم اہل سنت احناف میں ایک ہیجان پیدا کر دیا تھا، علماء اہل سنت نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس گروہ کے سربراہ میاں نذیر حسین الدہلوی کو انگریز حکمرانوں کی پوری طرح تائید وحمایت حاصل ہے۔ بلا خوف و خطر اور مصلحت سے بالا تر ہو کر اس فتنہ کی شدید مذمت کی۔

اس کے علاوہ جب ۱۳۰۰ھ بمطابق ۱۸۸۳ء میں میاں نذیر حسین نے سفر حج کا ارادہ کیا تو ان کو خیال پیدا ہوا کہ شاید مخالفین مکہ میں کوئی رکاوٹ پیدا کریں چنانچہ انہوں نے اس ارادہ کا اظہار فرنگی حکمرانوں سے کیا بقول ابوالکلام آزاد:

''مولانا نذیر حسین نے ایام غدر میں نوجوان انگریز خاتون'' مسز

Marfat.com

لیسنس'' کی جان بچائی تھی اس لئے حکام سے ان کے تعلقات اچھے تھے۔ انہوں نے ڈپٹی کمشنر دہلی کے ذریعہ سے فارن آفس (دفتر خارجہ) میں سلسلہ جنبانی کی اور جدہ میں برٹش کونسل کے نام ایک سفارشی چھٹی بھجوائی جس میں لکھا تھا کہ ان کی حفاظت کی جائے اور جو ضرورت انہیں پیش آئے حتیٰ الامکان اس میں پوری مدد دی جائے۔

میاں نذیر حسین نے ۱۰/ اگست ۱۸۸۳ء بمطابق ۵ ذی قعدہ ۱۳۰۰ھ کو کمشنر دہلی مسٹر جے. ڈی. ٹریلیٹ اور مسز لیسنس کے شوہر سے بھی سفارشی خطوط حاصل کئے جن میں لکھا گیا کہ، مولوی نذیر حسین دہلی کے ایک بڑے مقتدر عالم ہیں۔ جنہوں نے نازک وقتوں میں اپنی وفاداری گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ثابت کی ہے وہ اپنے فرض زیارت کعبہ کے ادا کرنے کو مکہ جاتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ جس کسی برٹش گورنمنٹ افسر کی وہ چاہیں گے وہ ان کو مدد دے گا کیونکہ وہ کامل طور پر اس مدد کے مستحق ہیں۔ انگریزی عبارت ''الحیات بعد الممات'' نامی کتاب میں ملاحظہ فرمائیں۔(۵)

مولانا ابوالکلام آزاد کا بیان ہے کہ ہندوستان میں اس وقت چونکہ تقلید اور عدم تقلید کا فتنہ زوروں پر تھا اور مولوی نذیر حسین غیر مقلدین کے سب سے بڑے شیخ سمجھے جاتے تھے۔ اس لئے فوراً مکہ اطلاع دی گئی کہ جماعت وہابیہ کا سب سے بڑا سرغنہ آ رہا ہے۔ اگر یہاں کوئی کاروائی نہ کی گئی تو اس بات کو وہابی حجاز میں اپنی فتح سے تعبیر کریں گے اور عوام میں اس سے بہت بڑا فتنہ ہوگا۔

ساتھ ہی ساتھ مولوی نذیر حسین کی کتابوں اور فتاویٰ کے بعض مطالب کا عربی ترجمہ کر کے پیش کیا گیا۔

جامع الشواھد کی اشاعت:

میاں نذیر حسین کی سفر حجاز پر روانگی سے قبل یعنی ذیقعد ۱۲۷۸ھ میں

Marfat.com

غیر مقلدوں اور مقلدوں کے درمیان شہر دہلی میں جو میاں نذیر حسین کا ہیڈ کوارٹر تھا شدید تنازعہ بھی پیدا ہو گیا تھا۔ نزاع کی یہاں تک نوبت پہنچی تھی کہ دیوانی اور فوجداری عدالت میں مقدمات دائر ہو گئے، میاں نذیر حسین نے اس سلسلہ میں کمشنر دہلی سے مدد چاہی تھی، اور کمشنر نے فریقین کے بعض افراد کو اپنی کوٹھی پر طلب کر کے باہم ملاپ اور دفعہ فساد کرانا چاہا۔ چنانچہ ۲۸/ ذیقعد ۱۲۹۸ھ کو ایک معاہدہ پر فریقین میں موجود علماء طلباء اور شہریوں کے دستخط موجود تھے۔ دہلی کے عوام اہل سنت نے اس معاہدہ کا مکمل احترام کرتے ہوئے خاموشی اختیار کر لی۔ لیکن غیر مقلدوں نے اس م۔ھدے کو بڑی تعداد میں شائع کرا کے پورے ہندوستان میں تقسیم کر دیا اور یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ یہ معاہدہ نہیں فتویٰ ہے، جو فریقین کے علماء نے مشترکہ دستخطوں سے جاری کیا ہے۔

غیر مقلدوں کی یہ حرکت سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے لئے بہت تکلیف کا باعث ہوئی۔ خصوصاً دہلی کے علماء اہل سنت نے اس کا سختی کے ساتھ نوٹس لیتے ہوئے ہندوستان کے علماء سے اپیل کی کہ وہ غیر مقلدوں کے اس پروپیگنڈہ کا جواب دیں اور غیر مقلدوں کی مذہبی حیثیت مسلمانان ہند پر واضح کریں علماء کی اس اپیل کا پورے ہندوستان میں خیر مقدم کیا گیا اور متعدد کتابیں، رسالے رد غیر مقلدین میں شائع ہوئے۔

تنازعہ دہلی سے پیدا ہونے والی کشیدگی ابھی پوری طرح ختم نہیں ہوئی تھی کہ میاں نذیر حسین کے ارادہ حج نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ ایک مرتبہ پھر علماء اہل سنت، کمربستہ ہو گئے۔ ادھر مکہ مکرمہ سے مولانا خیر الدین دہلوی (والد ابوالکلام آزاد) نے علماء ہند کے نام مکتوب ارسال کئے کہ وہ میاں نذیر حسین کے عقائد کے سلسلے میں فتویٰ ارسال کریں تاکہ یہاں ان کی مضبوط گرفت کی جا سکے۔ اس موقع پر فقیہ اعظم، محدث کبیر، مولانا وصی احمد محدث سورتی شیخ الحدیث مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت نے میاں نذیر حسین دہلوی اور ان کے تلامذہ کی عبارتوں سے ایک فتویٰ ''جامع الشواھد فی اخراج الوہابیین عن المساجد'' ترتیب دیا جس پر علماء دہلی، دیوبند، لدھیانہ، کانپور، فرنگی محل اور ممبئی کے

Marfat.com

دستخط و مواھیر ثبت تھے(۶)۔ یہ فتویٰ مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت کے ''دارالافتاء'' سے جاری ہوکر ''مطبع فیض محمدی''، لکھنؤ سے شائع ہوا، اور پورے ہندوستان میں تقسیم کیا گیا حضرت فقیہ اعظم مولانا وصی احمد محدث سورتی نے اس فتویٰ کی کچھ کاپیاں ہندوستان کے عازمین حج کے ساتھ حجاز بھی روانہ کیں۔ مولانا عبدالقادر بدایونی رحمۃ اللہ علیہ ﴿خلف مولانا فضل رسول بدایونی (رحمۃ اللہ علیہ)﴾ بھی اس سال حج بیت اللہ کی زیارت کو جارہے تھے چنانچہ مولانا وصی احمد نے ان کے ہاتھ جامع الشواہد مولانا خیرالدین، مولانا رحمت اللہ کیرانوی اور حاجی امداداللہ مہاجر مکی کی خدمات میں ارسال کیں۔ جو اس وقت حجاز میں ردّ وہابیت وغیر مقلدین کی تحریک میں پیش پیش تھے۔

غرض میاں نذیر حسین جب اپنی جماعت کے ہمراہ مکہ معظمہ پہنچے تو وہاں صورتحال ہی مختلف تھی۔ مولانا خیرالدین حجاز کے حکام کو تمام حقائق سے آگاہ کرچکے تھے اس لئے مکہ میں میاں نذیر حسین اور ان کی جماعت کی نگرانی شروع ہوگئی۔ ابوالکلام آزاد نے میاں نذیر حسین کی ورود مکہ، اور قیام حجاز کی بڑی جامعہ تفصیلات بیان کی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں ہندوستان میں ایک فتویٰ ''جامع الشواھد فی اخراج الوہابیین عن المساجد'' کے نام سے مرتب ہوا تھا۔ والد مرحوم (مولانا خیرالدین) نے نذیر حسین مرحوم کے عقائد کی فہرست زیادہ تر اسی ''جامع الشواھد'' سے اخذ کی تھی البتہ معیارالحق (میاں صاحب کی کتاب) سے تقلید شخصی کے عدم وجوب اور التزام وتعین تقلید شخصی کے مفاسد اور امام صاحب کی تابعین سے تاریخی طور پر انکار اور تحدید ظلّ مثلین کی عدم صحت اور بعض دیگر مسائل مختلف فیہ میں مذہب محدثین کی توثیق وغیرہ کا ترجمہ کیا گیا تھا اور استدلال کیا گیا تھا کہ ان سے امام صاحب کی تحقیر و توہین ہوتی ہے بہرحال نتیجہ یہ ہوا کہ مولانا نذیر حسین اور مولانا لطف حسین عظیم آبادی مع ایک اور رفیق کے گرفتار کرلیے گئے اور ایک نہایت ہی تنگ و تاریک یعنی جیل خانہ میں قید کردیئے گئے۔ چند دن بعد شریف مکہ نے بلایا اور جب انہوں نے اپنی گرفتاری کی وجہ دریافت کی تو بتایا گیا کہ

Marfat.com

تمہیں ''غیر مقلدیت'' کی وجہ سے گرفتار کیا گیا ہے۔ مکہ معظمہ اسلام کا اصل مرکز ہے، اس لئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ فاسد خیالات و عقائد رکھنے والوں کا احتساب کریں تا کہ وہ لوگوں کو یہاں گمراہ نہ کرسکیں دوسرے دن شریف کے یہاں ایک مجلس منعقد ہوئی اور اس میں والد مرحوم (مولانا خیر الدین) سے کہا گیا کہ ان کے عقائد کی فہرست پیش کریں۔فہرست میں سے پہلا الزام امام صاحب (امام ابو حنیفہ) کی توہین کا تھا اور باقی مذکورہ الزامات تھے۔مولوی نذیر حسین کی طرف سے مولوی تلطف حسین تقریر کرتے تھے۔ انہوں نے کہا ہم پر یہ جو الزام ہے کہ ہم وہابی اور غیر مقلد ہیں اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کی جماعت سے ہیں بالکل غلط ہے۔ہم قرآن و حدیث کو مانتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں۔

مختصراً مولانا خیر الدین نے شریف مکہ کی مجلس میں میاں نذیر حسین کے عقائد فاسدہ کی کھل کر تفصیلات پیش کیں اور میاں نذیر حسین اپنی اور اپنے شاگردوں کی تحریر کردہ باتوں سے کھلے بندوں سے منکر ہو گئے تھے۔حتیٰ کہ انہوں نے اپنی کتاب ''معیار الحق'' کے بعض مندرجات سے بھی برأت چاہی تھی۔بقول ابوالکلام آزاد اس پر ثبوت میں ''جامع الشواھد'' پیش کی گئی۔ انہوں نے کہا کہ یہ مخالفین کی چیز ہے اور ہم اس کے ذمہ دار نہیں۔ اس پر کسی پشاوری کا ایک رسالہ پیش کیا گیا جو میاں نذیر حسین کا شاگرد تھا۔مگر انہوں نے بھی اس سے بے تعلقی کا اظہار کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی نذیر حسین مجمل و مختصر بیان دے کر معاملے کو ختم کرنا چاہتے تھے۔آخر انہوں نے اس بیان پر اکتفا کیا کہ ہمارا عقیدہ اہل سنت و جماعت کا ہے۔ائمہ اربعہ کو ہم مانتے ہیں۔ چاروں کو حق پر سمجھتے ہیں۔''امام ابو حنیفہ'' کو اپنا پیشوا جانتے ہیں۔ان سے بغض کو خلاف شیوہ ایمان سمجھتے ہیں اور کتب فقہ پر عمل کرنا جب تک قرآن و حدیث کے خلاف نہ ہو خود ہمارا شیوہ ہے۔

مکہ معظمہ میں میاں نذیر حسین کی اس پر بھی جان بخشی نہ ہوئی۔ بلکہ ''شریف'' مکہ کے یہاں تیسری پیشی پر انہوں نے اور ان کے رفیق مولوی سلیمان ابن الحاج الحق

Marfat.com

جونا گڑھی نے اپنے عقائد کے انکشاف پر شریف مکہ کے روبرو ایک توبہ نامہ تحریر کیا اور تحریر میں ''حنفی العقیدہ'' ہونے کا اعلان کیا جب یہ اطلاعات ہندوستان پہنچیں تو ہر طرف اس فتنہ عظیم کے استیصال پر خوشیاں منائی گئیں مگر، مکر کے بندوں کا کیا علاج ہوسکتا ہے-؟ ان افراد نے مکہ سے ہندوستان واپسی پر اپنی اس شکست کو مصلحت پر تعبیر کیا اور از سرنو غیر مقلدیت و وہابیت کی تبلیغ شروع کردی۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں والئی حجاز نے اپنی توہین محسوس کی اور ان افراد کے توبہ نامے بڑی تعداد میں شائع کر کے تقسیم کروادیئے، تا کہ عوام اہل سنت پر صحیح صورتحال واضح ہوسکے۔

۱۳۳۷ھ بمطابق ۱۹۱۹ء میں ایک غیر مقلد مولوی ثناء اللہ امرتسری نے ہندوستان خصوصاً پنجاب میں آئمہ اربعہ کی تکفیر کرنے اور فتنہ انگریزی میں تمام غیر مقلدوں کو پس پشت ڈال دیا چنانچہ امرتسر ہی کے ہفت روزہ اخبار ''الفقیہ'' نے اپنی ۵/جولائی ۱۹۱۹ء کی اشاعت میں یہ توبہ نامے من وعن شائع کردیئے۔ اخبار لکھتا ہے کہ ---- ناظرین باتمکین۔ یہ وہ توبہ نامہ ہے کہ مذہب وہابیہ کے غیر مقلدیۃ کے امام مولوی نذیر حسین بہاری سورج گڑھی ثم الدہلوی مع جماعت وہابیہ ۱۳۰۰ھ میں جب حج کے واسطے ''مکہ معظمہ'' گئے تھے اور ''والی حجاز'' کو ان کی لامذہبیت کی اطلاع ہوئی تو ان کو گرفتار کرا کے محکمہ علیہ میں طلب کیا ''مولوی نذیر حسین'' نے وہابیت سے توبہ کی اور بقلم خاص تحریر کیا کہ اب میں وہابیت سے تائب ہوا اور مذہب حنفی اختیار کیا۔ چنانچہ وہ توبہ نامہ حسب الحکم ''والی حجاز'' کے (مطبع امیریہ واقع مکہ معظمہ) ۲۶/ذی الحجہ میں ۱۳۰۰ھ میں طبع ہو کر اطراف عالم میں پہنچا، ہر ملک کے لوگ اس توبہ نامہ سے واقف ہوئے۔ اصل توبہ نامہ مطبوعہ مکہ معظمہ حافظ عبداللہ مرحوم (امام مسجد جامعہ بہار) کے مکان میں موجود ہے اور اسکی نقل عالم اہل اسلام کی یاددھانی کے واسطے شائع کی جاتی ہے۔

نقل توبہ نامہ:

Marfat.com

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد ،فان السید المولوی محمد نذیر حسین الدھلوی والحاج المولوی سلیمان ابن الحاج اسحاق الجونا گڑی من غیر المقلدین و صلا، الیٰ مکة المکرمه ، فلما ظهر حالهما،احضرا ، فی المحکمة العلیا،واستناما عن العقیده الضالة الجدیدة و الطریقة الخبثیة الوهابیة، بین یدی حضرة المشیرة المفتخم ، والوزیر المعظم ، والی ولایة الحجاز، دوالتا،والسید عثمان نوری،لازالت شمش اجلاله، من افق الاقبال ، بازغةً ، وکتبا بقلمِهِمَا ماترجمته هذا، وکذلک تاب کل من کان عقیدة کعقیدتهما من رفقائهما وممن اقام بکة المکرمة وذالک فی السادس والعشرین بین من ذی الحجة من عام ۱۳۰۰ھ .

ترجمہ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امام بعد ، مولوی سید نذیر حسین دہلوی اور مولوی الحاج سلیمان ابن الحاج اسحاق جونا گڑھی جو کہ سردار ہیں ایک گمراہ فرقہ غیر مقلدین وہابیہ کے یہ دونوں اشخاص مکہ مکرمہ میں آئے جب ان کی حقیقت کھلی تو ان دونوں کو محکمہ عالیہ میں طلب کیا گیا، باز پرس ہوئی، پس دونوں نے توبہ کی اس نئے گندے عقیدے اور طریقہ خبیثہ وہابیہ سے، حجاز مقدس کے فرمانرواء و والی سید عثمان نوری (ان کے اقبال کا سورج ہمیشہ

Marfat.com

ضوفگن رہے) کے دربار میں دونوں اشخاص نے اپنے قلم سے ایک توبہ نامہ لکھا جودرج ذیل ہے اوراس طرح تمام حاضرین میں سے جولوگ اس عقیدہ کے حامی تھے اور جوان کے ہم عقیدہ رفیق تھے اور مکہ میں مقیم تھے سب سے توبہ کی۔ ۲۶/ذی الحجہ ۱۳۰۰ھ۔

ترجمہ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

حامداً مصلیاً امابعد

''ناچیز سید محمد نذیر حسین متبع ہے سنت و جماعت کا، از روے عقیدہ وعمل، کے مجھے معلوم ہے کہ مسلک اہل سنت کے علاوہ ہر مذہب بُرا ہے۔ خواہ رافضیہ کا ہو، خواہ خارجیہ کا ہو، یا وہابیہ کا، اور میں مذہب حنفی پر فتویٰ دیتا ہوں، اور حنفی ہوں، جو مجھ سے لغزشیں ہوئی ہیں ان سے توبہ کرتا ہوں۔ صلوٰۃ وسلام نازل ہو ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپکی آل پر، صحابہ پر، اور سب پر۔ (الراقم السید محمد نذیر حسین، بقلم خود)

کہا جاتا ہے کہ بنیادی طور پر جامع الشواھد کی ترتیب و اشاعت کا مقصد سرزمین حجاز میں میاں نذیر حسین کے عقائد کی گرفت تھا لیکن بعد میں یہ فتویٰ غیر مقلدوں کے رد میں ایک جامع دستاویز کی شکل اختیار کر گیا اور تقریباً نصف صدی تک اس فتویٰ کی گونج ہندوستان میں سنائی دیتی رہی۔ غیر مقلدوں کے رد میں لکھی جانے والی بیشتر کتابوں میں جامع الشواھد کو علماء نے اپنا ماخذ بنایا اور بیشتر کتابوں میں بطور ضمیمہ بھی اسے شامل کیا۔ ہر چند اس فتویٰ پر مختلف بلاد، وامصار کے علماء کی مواھیر ثبت ہیں اور اس فتویٰ کی عبارتوں کی تصدیق موجود ہے لیکن اس کے باوجود غیر مقلدین ہمیشہ اس کی صحت سے انکار کرتے رہے، چنانچہ ایک غیر مقلد مولوی (شاگرد میاں نذیر حسین) ابوسعید محمد حسین

Marfat.com

بٹالوی نے اپنے پرچے ''اشاعۃ السنہ'' نمبر ۵ رجلد ششم بابت ماہ رجب ۱۳۰۰ھ میں ایک اشتہار دیا تھا جس کی عبارت یہ تھی کہ '' جو شخص ان اعتقادات اور عملیات کو جو کہ فرقہ غیر مقلدین کی طرف ہے ایک پرچہ جامع الشاھد مطبوعہ فیض محمد لکھنؤ میں منسوب کر دیئے گئے ہیں ان کی کتب معتبرہ سے ثابت کر دے تو ہزار روپے نقد پائے۔ چنانچہ مولانا عبدالعلی آسی مدراسی نے اپنے رسالہ'' تنبیہ الوہابین میں اس اشتہار پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ غیر مقلدوں نے ''عوام مقلدین حنفیہ'' کو بہکانے اور شک ڈالنے کے واسطے یہ ایک نیا طریقہ نکالا ہے تاکہ وہ عوام پر یہ تاثر دے سکیں کہ جو کچھ ہمارے بارے میں تحریر کیا جارہا ہے، یا کیا گیا ہے وہ سب غلط اور بے بنیاد ہے، جبکہ فتویٰ جامع الشواھد میں مفتی لبیب نے پہلے ہی سے باین خیال کہ کسی منکر کو ان کے مان لینے میں گنجائش انکار کی نہ ہو، ہر ایک عبارت کو صفحہ نام کتاب مع تصریح نام، مطبع ومصنف، کتاب کے صاف صاف لکھدیا تھا اور ان ہی غیر مقلدین کی چھپی ہوئی تحریر سے ان کے عقائد فاسدہ اور اعمال کو بخوبی ثابت کر دیا ہے پھر ان مسائل کے طلبِ ثبوت میں اشتہار دینا کس قدر تجاھل اور فریب دہی عوام ہے؟ اور کتنی بڑی دھوکہ بازی کا یہ کام ہے؟(۷)

اسی زمانہ میں مولانا رشید احمد گنگوہی سے ایک شخص نے سوال کیا کہ زید اپنے آپ کو حنفی بتاتا ہے اور وہ مولوی نذیر حسین کا مداح ہے اور یوں کہتا ہے کہ جامع الشواھد میں جو عقائد غیر مقلدین کے درج ہیں وہ غلط ہیں۔ صاحب جامع الشواھد نے غیر مقلدوں پر تہمت کی ہے؟

مولانا رشید احمد گنگوھی نے جواب دیا کہ۔غیب کی بات کو اللہ جانتا ہے مگر اصل حال یہ ہے کہ اس زمانہ میں غیر مقلد تقیہ کر کے اپنے آپ کو حنفی کہد یتے ہیں اور واقعہ میں حنفیہ کو مشرک بتلاتے ہیں۔خود میاں نذیر حسین نے مکہ معظمہ میں غیر مقلد ہونے سے تبری اور حلف کیا اور حنفی اپنے آپ کو بتلایا اور ھندوستان میں وہ ہر روز سخت غیر مقلد تھے اور اب بھی وہ ایسے ہی ہیں۔سو امام کا جب یہ حال تو ان کے مقتدی کیسے کچھ ہوں گے؟ اور

Marfat.com

مولوی نذیر حسین کا حنفیوں کو بدتر از ھنود کہنا معتبر لوگوں سے سنا گیا ہے اور خود ان کے شاگردان کے تقلید شخصی کو شرک بتلاتے ہیں تو یہ شخص مداح ان کا کس طرح حنفی ہوسکتا ہے؟ یہ دعویٰ اس کا قابل قبول نہیں بظاہر حال اور جامع الشواھد سے لاریب، دوسرے غیر مقلدین بھی تبریٰ کہتے ہیں مگر جس جس رسائل سے صاحب جامع الشواھد نے عبارتیں نقل کی ہیں ان میں ہرگز تحریف نہیں چند موقع سے بندہ نے بھی اس کا مطالعہ کر دیکھا ہے اور یہ عقائد بعض غیر مقلدین کے بعض معتبروں کی زبانی دریافت ہوئے اور وہ اس کا اقرار کرتے ہیں(۸)۔

اسی اثنا میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ سے ۱۰ رشوال ۱۳۰۵ھ میں مولانا محمد فضل الرحمٰن امام جامع مسجد صدر بازار، فیروز پور پنجاب نے غیر مقلدوں کے سلسلہ میں ایک مسئلہ دریافت کیا جس کا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے ''النھی الاکید عن الصلاۃ وراء عدی التقلید'' ۱۳۰۵ھ کے تاریخی نام کیساتھ جواب دیا جو ایک رسالہ کی شکل اختیار کر گیا۔

چنانچہ رسالہ المذکورۃ ''انھی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقلید'' سے بعض اقتباسات درج کیئے جاتے ہیں تاکہ عوام وخواص پر یہ واضح ہوسکے کہ برصغیر میں غیر مقلدیت یعنی تحریک ترک تقلید، تمام دینی تحریکات میں کس قدر، مضر، گمراہ کن، اور سواد اعظم اہل سنت وجماعت حنفی مسلمانوں کے خلاف، بالخصوص اور تمام فقہاء کے خلاف بالعموم وجود میں لائی گئی تھی اگر امام اہل سنت فاضل بریلوی اور ان کے ہم خیال وفکر، علماء ومشائخ اور خلفاء اس تحریک کا دروازہ نہیں بند کرتے تو شرق تا غرب اس گمراہ کن تحریک کی لپیٹ میں آچکا ہوتا اور برصغیر میں تو حنفی مسلمانوں کا صفایا ہی ہو چکا ہوتا۔

حضرت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اپنے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:(۹)

''یا معشر المسلمین یہ فرقہ غیر مقلدین کہ ''تقلید آئمہ دین'' کے دشمن اور بیچارے عوام، اہل اسلام، کے رہزن ہیں مذاہب اربعہ کو چوراہا بتائیں، آئمہ ھدیٰ کو

Marfat.com

احبار و رہبان ٹھہرائیں، سچے مسلمانوں کو کافر و مشرک بنائیں، قرآن و حدیث کی آپ سمجھ رکھنا، ارشادات آئمہ کو جانچنا پرکھنا، ہر عامی جاھل کا کام نہیں ہے، راہ چل کر، نگاہ مچل کر حرام خدا کو، حلال کریں اور حلالِ خدا کو حرام کہیں، ان کا بدعتی، بدمذہب، گمراہ ضال، مضل غوی، مبطل، ہونا نہایت جلی و اظہر بلکہ عندالانصاف یہ طائفہ تألفہ اھل بدعت سے اَشَرو اَضَرّو اَشنع وَاَفجر، کَمَالَا یَخفٰی عَلٰی ذی بَصَرٌ، ہے صحیح بخاری شریف میں تعلیقاً اور شرح السنۃ امام نووی و بغوی، و تھذیب الآثار، و امام طبری، میں موصولاً، وارد ہے کہ کان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، یری الخوارج شرار خلق اللہ، وقال "آیات کثیرۃ" نزلت فی الکفار، فجعلوھاعلی المومنین، یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خوارج کو بدترین خلق اللہ جانتے تھے کہ انہوں نے وہ آیتیں جو کافروں کے حق میں اتریں اٹھا کر مسلمانوں پر رکھ دیں، بعینہ یہی حالت ان حضرات کی ہے کہ آیہ کریمہ "اِتَّخَذُوا اَحْبَارَھُم وَرُھْبَا نَھُمْ اَرْبَاباًمِنْ دُونِ اللّٰہِ" کہ کفار، اھل کتاب اور ان کے عقائد وار باب میں اتری، ہمیشہ یہ بیباک لوگ اہل سنت و آئمہ۔ اھل سنت کو اس کا مصداق بتاتے ہیں، علامہ طاھر پٹنی پر رحمت غافر کہ "مَجْمَعُ بحار الانوار" میں قول ابن عمر رضی اللہ عنہما نقل کرکے فرماتے ہیں "قال المذنب وَاَشَرُّ مِنهُمْ مَن یَجعَلُ آیاتُ اللّٰہِ فی شرَارِ الیَھُودِ عَلٰی عُلَمَاءِ الاُمَّۃِ المَعْصُومَۃِ المَرحُومۃِ طَرَاللّٰہ الارض عَنْ رِجْسِھِمْ"، یعنی ان "خارجیون" سے بدترین وہ لوگ ہیں کہ اشراء یہود کے حق میں جو آیتیں اتریں، انہیں امت محفوظہ معصومہ مرحومہ کے علماء پر ڈھالتے ہیں اللہ تعالیٰ زمین کو ان کی خباثت سے پاک کرے آمین، اصل اس گروہ ناحق پژوہ کی کہ نجد سے نکلی، جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں ہے "عَنْ نَافِعْ عَنِ اِبنِ عُمَر رَضِی اللّٰہ تَعالٰی عَنہُمَا قَالَ ٥ ذَکَر النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فَقَالَ اَللّٰھُم بَارِکْ لَنَا فی شامنا، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فی یَمَنِنَا، قالوایارسول اللّٰہ؟وفی

Marfat.com

نجد نا؟ قالَ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِي شامِنَا ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنافی یمننا ،قالوا یا رسول اللّٰہ وفی نجدنا، فاظنہ قال فی الثالثة! ھُناکَ الزَلَالُ والفِتَنُ وَبِهَا یَطْلَعُ قَرْنُ الشَّیْطَانُ یعنی حضور پرنور سید عالم ﷺ نے دعا فرمائی ،الٰہی ہمارے لئے برکت دے ہمارے شام میں ، الٰہی ہمارے لئے برکت رکھ ہمارے یمن میں ،صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ اور ہمارے نجد میں ،حضور نے دوبارہ وہی دعا کی الٰہی ہمارے لئے برکت کر ہمارے شام میں ہمارے لئے برکت بخش ، ہمارے یمن میں ،صحابہ نے پھر عرض کی یا رسول اللہ اور ہمارے نجد میں ،عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے گمان میں تیسری دفعہ پر حضور نے نجد کی نسبت فرمایا ''وہاں زلزلے اور فتنے ہیں اور وہیں سے نکلے گی سنگت شیطان کی اس خبر صادق مخبر صادق ﷺ کے مطابق عبدالوہاب نجدی کے پیرو واتباع نے بحکم آنکہ ''پدر اگر نتواند پسر تمام کند'' تیرھویں صدی میں حرمین طیبین پر خروج کیا اور ناکردنی کاموں ناگفتنی باتوں سے کوئی دقیقہ زلزلہ وفتنہ کا م اٹھانہ رکھا۔وَسَیَعلَمُ الذین ظَلَمُوا اَیَّ مُنقَلِبَ یَنقَلِبُونُ ،حاصل ان کے عقائد زائفہ کا یہ تھا کہ عالم میں وہی مشت لیلِ موحد مسلمان ہیں ، باقی تمام مؤمنین معاذ اللہ مشرک ،اسی بناپر انہوں نے حرم خدا،وحریم مصطفیٰ علیه افضل الصلاة والثناء کو، عیاذاً باللہ دارالحرب اور وہاں کے سکان کرام ہمسایگان خدا اور رسول کو (خاک بدھان گستاخان) کافر دمشرک ٹھہرایا، اور بنام جہاد خروج کر کے ''لوائے فتنہ عظمیٰ پر شیطنت کا پرچم اڑایا، علامہ فہامہ خاتمۃ المحققین مولانا امین الدین ،محمد بن عابدین شامی قدس سرہ السامی ، نے کچھ تذکرہ اس واقعہ ہائلہ کا فرمایا، رد المحتار حاشیہ در مختار کی جلد ثالث کتاب الجہاد، باب البغاۃ میں، زیر بیان فرماتے ہیں ''کَمَا وَقَعَ فی زَمانِنَا فی اَتباعِ عَبدُالوَھَابُ الذین خرجوا من نجد علی الحرمین وَکَانُوا یَستَحِلرنَ مَذھَب الحَنابلَةُ لِکنَّھُمْ اِعتقَدو،اُنَّھُمْ ھُم المُسلِمُونَ .

Marfat.com

وَاِنُ مَنُ خَالَفَ اِعتَقَادَهُم، مُشرِکُونَ وَاستحبُوا بِذٰلِکَ قتَلَ اَهلَ السّنۃِ وَقتَل عُلمَائِهِمُ حتّٰی کَسرَاللّٰہ تعالٰی شَوکتَهُمُ، وَخربَ بَلادَهم وَ ظَفر بِهِم عَسَاکُر المُسلِمینَ عام ثلث وَثَلثِینَ وَمأتَینِ والفَ ۔ یعنی خارجی ایسے ہوتے ہیں جیسا ہمارے زمانے میں پیروانِ عبدالوہاب سے واقع ہوا، جنہوں نے نجد سے خروج کر کے حرمین محترمین، پر تغلب کیا اور وہ اپنے آپ کو کہتے تو حنبلی تھے، مگر ان کا یہ عقیدہ تھا کہ بس وہی مسلمان اور جو ان کے مذہب پر نہیں وہ سب مشرک ہیں۔ اس وجہ سے انہوں نے اہل سنت وعلمائے اہل سنت کا قتل عام مباح ٹھہرایا، یہاں تک کہ اللہ تعالٰی نے ان کی شوکت توڑ دی، اور ان کے شہر ویران کیئے اور لشکر مسلمین کو ان پر فتح بخشی ۱۲۳۳ھ میں) والحمدللہ رب العلمین۔ غرض یہ کہ فتنہ شنیعہ وہاں سے مطرود، اور خدا اور رسول پاک کے شہروں سے مدفوع ومردود، ہو کر اپنے لیئے جگہ ڈھونڈھتا ہی تھا کہ نجد کے ٹیلوں سے اس دارالفتن ہندوستان کی نرم زمین اسے نظر پڑی، آتے ہی یہاں اپنے قدم جمائے، بانی فتنہ نے کہ اس مذہب کا مہذب کا معلم ثانی ہوا ہی رنگ و آہنگ کفر و شرک پکڑا کہ ان معدودے چند کے سوا تمام مسلمان مشرک یہاں یہ طائفہ بحکم "اَلّذِین فَرّقُوا دِینَهُم وَکَانُوا شِیَعاً ٥ خود متفرق ہو گیا، ایک فرقہ بظاہر مسائل فرعیہ میں ''تقلید'' آئمہ کا نام لیتا رہا، دوسرے نے قدم عشق پیشرو بہتر کہہ کہ اسے بھی بالائے طاق رکھا، چلیئے آپس میں چل گئی وہ انہیں گمراہ انہیں مشرک کہنے لگے مگر مخالفت اہل سنت وعداوت اہل حق میں پھر ملت واحدۃ ہی رہے۔

واقعی یہ لوگ ان پرانے خوارج کی ٹھیک بقیہ یادگار ہیں، وہی مسئلے، وہی دعوے، وہی انداز، وہی وتیرے، کہ خارجیوں کا تھا، اپنا ظاہر اس قدر متشرع بناتے ہیں کہ عوام مسلمین انہیں نہایت پابند شرع جانتے، پھر بات بات پہ عمل بالقرآن کا دعوٰی، عجب دام درسبزہ تھا، اور مسلک وہی کہ ہمیں مسلمان ہیں، باقی سب مشرک، یہی رنگ ان حضرات کے ہیں، آپ موحد اور سب مشرکین، آپ محمدی، اور سب بددین، آپ عامل

Marfat.com

بالقرآن والحدیث اور سب چنین و چنان بزم خبیث، پھر ان کے اکثر مبلغین ظاہری پابندی شرع میں بھی خوارج سے کیا کم ہیں-؟ اہل سنت کان کھول کر سن لیں کہ دھوکے کی ٹٹی میں شکار نہ ہو جائیں، ہمارے نبی ﷺ نے صحیح حدیث میں فرمایا کہ:

"تَحقُرُونَ صَلاتُکُم وَصِیَامُکُم مَعُ صَیَامِھِم وَعَملکُم مَعُ عَمِلَھِم"

(تم اپنی نماز انکے آگے حقیر جانو گے، اور اپنے روزے ان کے روزوں کے سامنے اور اپنے اعمال ان کے اعمال کے مقابل)

با ایں ہمہ ارشاد فرمایا کہ:

ھم یقرون القرآن لایجاوز حناجرھم یمرقون من الدین کما یمرق السھمم من الرمیة ○

ان اعمال پر ان کا یہ حال ہوتا کہ قران پڑھیں گے گلون سے تجاوز نہ کرے گا دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔

(واہ البخاری ومسلم عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

پھر شان خدا کہ ان مذہبی باتوں میں خارجیوں کے قدم بقدم ہونا، درکنار، خارجی بالائی باتوں میں بھی بالکل یک رنگی ہے، انہیں ابوسعید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی کسی حدیث میں ہے کہ:

قیل مَا سِیمَا ھُمُ؟ قَالَ سَمَاھُمُ التَحُلیقُ

عرض کی گئی یا رسول اللہ ان کے علامت کیا ہوگی؟

فرمایا سر منڈانا، یعنی ان کے اکثر سر منڈے ہوں (رواہ البخاری فی الجامع الصحیح)

بعض احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے انکا پتا بتایا مشمّری الازار، گھٹنی ازار والے (اوکما ورد عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

اللہ کا درود ہو حضور عالم ما کان و ما یکون پر (ﷺ) بالجملہ یہ حضرات خوارج نہروان کے رشید پس ماندے، بلکہ غلو و بیباکی، میں ان سے بھی آگے ہیں. یہ انہیں بھی نہ

Marfat.com

سوجھی تھی کہ شرک وکفر، تمام مسلمین کا دعویٰ اس حدیث صحیح سے ثابت کر دکھاتے، جس سے ذی ہوش مذکور نے استدلال کیا،

؎ ''طرفہ شاگردے میگوید سبق استادرا''

مگر حضرت حق عزوجل کا حسن انتقام، لائق عبرت ہے، چاہکن را چاہ درپیش است یعنی "مَنْ حَفَرَ بِیراً لِاَخِیہِ فَقَدْ وَقَعَ فِیہِ ٥" حدیث سے سند لائے تھے مسلمانوں کے کافر مشرک بنانے کو، اور بحمد اللہ خود اپنے مشرک کافر ہونے کا اقرار کرلیا، کہ جب یہ وقت وہی ہے کہ روئے زمین پر کوئی مسلمان نہیں، تو یہ مستدل بھی انہیں کافروں کا ایک ہے، قَضَیٰ الرَّجُلُ عَلٰی نَفْسِہٖ و "المرء مواخذ باقرارہ" مدھوش بیچارہ خود کردہ را علاجے نیست، میں گرفتار ہوا، اور مسلمانوں کو تو خدا کی امان ہے ان کے لیئے، ان کے سچے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سچی بشارت آئی ہے کہ یہ امت مرحومہ ہرگز شرک اور غیر خدا کی پرستش نہ کرے گی، امام احمد، مسند اور ابن ماجہ، سنن، اور حاکم ''مستدرک'' اور بیہقی ''شعب الایمان'' میں حضرت شداد بن اوس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے راوی حضور پرنور سید عالم ﷺ اپنی امت کی نسبت فرماتے ہیں "اَمَا اَنَّھُمْ لَایَعْبُدُوْنَ شَمْساً وَلَا قَمراً" ہند کے یہ چند بے لگام کثیر الحیف یا نجد کے بعض بے مہار بقیۃ السیف، اناللہ وانا الیہ راجعون

(۴) یا معشر المسلمین ! :

بلا شبہ غیر مقلدین کے پیچھے نماز مکروہ وممنوع ولازم الاحتراز، انہیں باختیار خود امام کرنا تو ہرگز سنی محبّ سنت وکارہِ بدعت کا کام نہیں اور جہاں وہ امام ہوں اور منع پر قدرت نہ ہو، سنی کو چاہیے کہ دوسری جگہ امام ''صحیح العقیدہ'' کی اقتدا کرے، حتیٰ کہ جمعہ میں بھی، جبکہ اور جگہ مل سکے، امام محقق ابن الہمام فتح القدیر شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں "یکرہُ فی الجمعۃِ اذا تعددت اقامتھا، فی المصر علی قول محمد بن

Marfat.com

الحسن الشیبانی (المفتی به) بسبیل الیٰ التحول " اور اگر بمجبوری ان کے پیچھے پڑھ لی، یا پڑھنے کے بعد حال کھلا، تو نماز پھیرے، اگر چہ وقت جاتا رہا ہو، اگر چہ مدت گزر چکی ہو، کما حققہ المولی الفاضل امین الدین بن عابدین الشامی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فی ردالمحتار۔

یہ تو خود واضح اور ہماری تقریر سابق سے لائح کہ طائفہ مذکورہ بدعتی، بلکہ بدترین اہل بدعت سے ہے اور فاضل علامہ سیدی احمد مصری طحطاوی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) حاشیہ درمختار میں ناقل کہ "مَن شَذ عَن جمهور اهل الفقهِ و العلمِ، و السوادِ الاعظمِ فقد شذَّ فيمَايدخله في النار، فعليكم معاشر المومنين، باتباع الفرقة الناجية المسماة "باهل السنة و الجماعة" فان نصرة الله تعالىٰ وحفظه وتوفيقه في موافقهم اوَخُذ لانِهِ وخِطهِ في مخالفتهم، وهذه الطائفة الناجية قداجتمعت اليوم في مذاهب اربعة وهم الحنفيون و المالكيون والشافعيون والحنبليون (رحمهم الله تعالىٰ) ومن كان خارجاً عن هذه الاربعة في هذا الزمان، فهو من اهل البدعة و النار" یعنی، جو شخص جمہور اہل علم و فقہ و سواد اعظم سے جدا ہو جائے وہ ایسی چیز کے ساتھ تنہا ہو جو اسے دوزخ میں لے جائے گی، تو اے گروہ مسلمین، تم پر فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت کی پیروی لازم ہے، خدا کی مدد، اور اس کا حافظ و کارساز رہنا موافقت اہل سنت میں ہے، اور اس کا چھوڑ دینا اور غضب فرمانا اور دشمن بنانا سنیوں کی مخالفت میں ہے، اور یہ نجات والا گروہ اب چار مذہب میں مجتمع ہے یعنی حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت فرمائے اس زمانے میں ان چار سے باہر ہونے والا بدعتی جہنمی ہے۔ علامہ شامی کا ارشاد گزرا کہ انہوں نے ان کے اسلاف نجد کو خارجیوں میں شمار فرمایا۔ یہ اخلاف اصول میں انکے مقلد اور فروع میں اعلان بے لگامی سے ان پر بھی زائد کہ وہ بظاہر ادعائے حنبلیت رکھتے تھے، اس نام کو بھی سیمائے شرک، اور اپنے حق میں دشنامِ سخت جانتے ہیں، کیونکہ خوارج میں

Marfat.com

داخل اور اپنے اگلوں سے بڑھ کر گمراہ ومبطل ہوں گے ان صاحبوں سے پہلے بھی ایک فرقہ قیاس و اجتہاد، کا منکر تھا، جنہیں ''ظاہریہ'' کہتے ہیں جن کی نسبت حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ داؤد ظاھری ومتابعانش را، ازاہل سنت شمردن، درجہ مرتبہ از جہل وسفاھت ست الخ۔ مگر وہ بیچارے باایں ہمہ ''تقلید'' کو شرک اور مقلدانِ ائمہ کو مشرک نہیں جانتے تھے جب بتصریح شاہ صاحب انہیں سنی جاننا سخت جہالت وحماقت ہے'' تو استغفراللہ یہ کہ ضلالت میں ان سے ھزار، قدم آگے، کیونکہ ممکن ہے کہ یہ بدعتی اور گمراہ نہ ٹھہریں، بالجملہ ان کا مبتدع ہونا اظہر من الشمس وابین من الامس ہے، اوراہل کی نسبت تمام کتب فقہ ومتون وشروح وفتاوے میں صریح تصریحیں موجود کہ ان کے پیچھے نماز مکروہ، اور تحقیق یہ ہے کہ یہ کراہت تحریمی ہے، یعنی حرام کی مقارب، گناہ کی جالب، اعادۂ نماز کی موجب، **کما اثبتنا علیہ ربنا وبی التوفیق** کہ یہ حضرات غیرمقلدین وسائر ''اخلاف طوائف نجدیہ'' مسلمانوں کو ناحق کافر ومشرک ٹھہرا کر ھزار، ھا، اکابر ائمہ کے طور پر کافر ہو گئے اس قدر مصیبت ان پر کیا کم ہے؟ والعیاذ باللہ (سبحنہ وتعالیٰ) تو بحکم شرع ان پر توبہ فرض اور تجدید ایمان لازم، اس کے بعد اپنی عورتوں سے نکاح جدیدہ کریں اور اہل سنت کو چاہیے کہ ان سے بہت پرہیز رکھیں، ان کے معاملات میں شریک نہ ہوں اپنے معاملات میں انہیں شریک نہ کریں، ہم اوپر احادیث نقل کر آئے کہ اھل بدعت بلکہ فساق کی صحبت ومخالفت سے ممانعت آئی ہے، اور بیشک بدمذہب آگ ہیں اور صحبت مؤثر، اور طبیعتیں سراقہ، متراقا اور قلوب منقلب، حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں:

انما مثل الجلیس الصالح وجلیس السوء کحامل المسک ونافخ الکیر، اما ان تبتاع منہ، ومالک واماان تُجدمنہ ریحًا طیبۃ، ونافخ الکبیر/اما ان یحرق ثیابک، واما ان تجدمنہ ریحًا خبیثۃً O

یعنی نیک ہمنشین اور جلیس کی مثال یوں ہے جیسے ایک کے پاس مشک ہے اور وہ دوسرا

Marfat.com

دھونکنی دھونکتا ہے مشک والا یا تو تجھے مشک ہبہ کرے گا، یا تو اس سے خریدے گا، اور کچھ نہ ہو تو خوشبو تو آئے گی؟ اور وہ دوسرا یا تیرے کپڑا جلا دے گا یا تو اس سے بدبو پائے گا (رواہ الشیخان عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔ ایسے ہی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی حدیث ہے کہ حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ:

مثل جليس السوء كمثل صاحبِ الكِيران لم يصيبك مِن سوادِهٖ اصابكَ من دخانه، یعنی بد کی صحبت ایسی جیسے لہار کی بھٹی، کہ کپڑے کالے نہ ہوئے تو دھواں، جب بھی پہنچے گا (رواہ ابوداؤد والنسائی) حاصل یہ کہ اشراء کے پاس بیٹھنے سے آدمی نقصان ہی اٹھاتا ہے (والعیاذ باللہ تعالیٰ) اور فرماتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ''**انما سمّی القلبَ من تقلبه، انما مثل القلب مثل ريشةَ الفلاةِ تفلقت فی اصل شجرةٍ تقلبها الرياح ظهر البطن**" یعنی ''دل'' کو قلب اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ انقلاب کرتا ہے دل کی، کہاوت ایسی ہے جیسے جنگل میں کسی پیڑ کی جڑ سے ایک پر لپٹا ہے کہ ہوائیں اسے پلٹا دے رہی ہیں، کبھی سیدھا، کبھی الٹا (رواہ الطبرانی فی الکبیر سند حسن عن ابی موسیٰ الاشعری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولفظہ عند ابن ماجہ) **مثل القلب مثل الريشه نقلبها الرياح بفلاةٍ** (اسنادہٗ جیدٌ) اور فرماتے ہیں ﷺ ''**اعتبر الارضَ باسمائها، واعتبروا لصاحبالصاحب**'' زمین کو اس کے ناموں پر قیاس کرو اور آدمی کو اس کے ہمنشیں پر (اخرجہ ابن عدی عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ' **والبيهقی فی الشعب عنه، موقوفا، وله شواهد، يرتقی الی درجة الحسن**" اور مروی کہ فرماتے ہیں! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "**اياک وقرينَ السوء فانک به تعرف**" بُرے مصاحب سے بچ، کہ تو اسی سے پہچانا جائے گا (**رواه ابن عساكر عن انس بن مالک رضی الله تعالیٰ عنه**) یعنی جیسے لوگوں کے پاس آدمی کی نشست برخاست ہوتی ہے اسے ویسا ہی جانتے ہیں اور بدمذہبیوں سے محبت تو زہر قاتل ہے، اس کی نسبت

Marfat.com

احادیث کثیرہ صحیحہ معتبرہ میں جو خطر عظیم آیا ہے سخت ہولناک ہے ہم نے وہ حدیثیں اپنے رسالہ "المقالة المسفرة عن احكام بدعة المكفره" میں ذکر کیں بالجملہ ہر طرح ان سے دوری مناسب، خصوصاً ان کی پیچھے نماز تو احتراز واجب اور ان کی امامت پسند، نہ کرے گا مگر دین میں مداھن یا عقل سے مجانب (جیسا کہ امام بخاری تاریخ میں) اور ابن عساکر ابوامامہ (باھلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "ان سركم ان تقبل صلاتك فليؤ مكم خيار كم" یعنی اگر تمہیں پسند آتا ہو کہ تمہاری نماز قبول ہو تو چاہیے کہ تمہارے نیک تمہاری امامت کریں، دارقطنی وبیہقی اپنی سنن میں عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے راوی حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں:

"اجعلو ائمتكم خيار كم فانهم وفد كم فيما بينكم وبين ربكم" اپنے نیکوں کو اپنا امام کرو کہ وہ تمہارے وسائط ہیں درمیان تمہارے اور تمہارے رب عزوجل کے اقول والاحادیث وان "ضَعُفَتْ فقد تائيدت اذعن ثلثة من الصحابة، وردت عليهم جميعا رضوان المولىٰ جل وعلا و تقدس وتعالىٰ وصلى الله تعالىٰ على خاتم النبيين "محمد" وآله والائمة المجتهدين، والمقلدين، لهم باحسان الىٰ يوم الدين ، والحمد لله رب العلمين والله تعالىٰ اعلم وعلمه جل مجدهٗ اتم واحكم (فقیر احمد رضا عفی عنہ).

خلاصہ بحث:

(۱) برصغیر کے اجلۂ علماء کرام اور فقہاء عظام، کے علاوہ فقہاء حجاز نے بھی تحریک ترک تقلید کے کردار کو امت اسلامیہ کیلئے ایک نہایت ہی گمراہ کن اور بدعتی وجہنمی تحریک قرار دیا۔ اور یہ قطعی فیصلہ دیدیا کہ ترک تقلید کے داعیوں کے پیچھے نماز پڑھنا حرام، حرام

Marfat.com

حرام ہے، انجانے میں پڑھنے اور پھر بعد میں خیال آجانے کے بعد اس کا اعادہ نہایت ضروری اور واجب ہے۔(۱۰)

(۲) فتاویٰ رضویہ میں شائع شدہ فتویٰ کے مطابق دور حاضر میں کسی بھی فقہاء سے الگ تھلگ رہنا یا ان کی تقلید کو حرام قرار دینا بھی گمراہیت اور دین اسلام سے دوری پرغمازو، مستدل ہے۔

(۳) غیر مقلدوں کے سربراہ میاں نذیر حسین دہلوی انگریزوں کے ہمدرد اور ایجنٹ تھے اسی وجہ سے انہوں نے دہلی میں انگریز خاتون کو تین ماہ تک اپنے گھر میں بغیر کسی پردے کے رکھا، جبکہ اس وقت مسلمانوں کا دہلی اور اطراف میں قتل عام ہورہا تھا اور بعد میں انہیں انگریزوں نے ان کی مدد کیلئے سرٹیفکیٹ دیئے، جس کا عکس الحیات بعد الممات نامی کتاب میں شائع ہو چکا ہے۔(۱۱)

(۴) علماء حجاز کے روبرو مولانا نذیر حسین دہلوی نے حلفیہ بیان دیا تھا کہ وہ اور ان کے ساتھی حنفی ہیں۔ لیکن ہندوستان واپس آکر اپنے ساتھیوں سمیت حلف سے منحرف ہوگئے اور مقلدین کے خلاف کفروشرک کا محاذ کھول دیا اور ہر قسم کی احادیث کو ضعیف قرار دینے کا بیڑا اٹھایا، چنانچہ امام اہل سنت فاضل بریلوی (علیہ الرحمہ) اور ان کے خلفاء وتلامذہ نے اس فرقہ غیر مقلدیہ کے رد میں کئی کتابیں تحریر کیں اور بالخصوص فتاویٰ رضویہ کے مختلف جلدوں میں تو ان کے مصنوعی علم کا نقاب اٹھا کر چاک چاک کر کے نمایاں کردار ادا کیا۔

فقط

ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری غفرلہ

چیئرمین شعبہ علوم اسلامی جامعہ کراچی

۱۱-نومبر ۲۰۰۱ء

Marfat.com

مراجع ومصادر

(۱) مولانا ابوالکلام آزاد کی کہانی، خودان کی زبانی / مولفہ مولوی عبدالرزاق ملیح آبادی، مطبوعہ چٹان لاہور، ۱۹۶۰ء۔

(۲) تذکرہ محدث سورتی / مولفہ خواجہ رضی حیدر، مطبوعہ محدث سورتی اکیڈمی کراچی۔ اور مولانا ابوالکلام آزاد کی خودان کی زبانی

(۳) حوالہ بالا ۲۲

(۴) اعتصام السنۃ / مولفہ مولوی عبداللہ محمدی مطبوعہ کانپور۔

(۵) الحیات بعد المماۃ / مولوی افضل حسین بہاری / مطبوعہ مکتبہ شعیب کراچی ۱۹۵۱ء

(۶) جامع الشواھد / مولفہ محدث عظیم وصی احمد محدث سورتی مطبوعہ فیض محمدی لکھنؤ۔ بتصرف تذکرہ محدث سورتی۔

(۷) تنبیہ الوہابین / مولفہ مولانا عبدالعلی مدراس / مطبوعہ آسی لکھنؤ ۱۳۰۸ھ۔

(۸) تذکرۃ الرشید / مولانا عاشق الٰہی میرٹھی مطبوعہ مکتبہ عاشقیہ قیصر گنج روڈ میرٹھ۔

(۹) فتاویٰ رضویہ جلد سوم / فاضل بریلوی، مطبوعہ سنی دارالاشاعت مبارکپور اعظم گڑھ، ۱۹۶۱ء

(۱۰) ہفت روزہ الفقیہ / امرتسر / ۵ جولائی ۱۹۱۹ء۔

(۱۱) مجلہ، العربیہ، ''الدعوۃ'' کراچی ۱۹۸۴ء۔

(۱۲) رسالہ ''النھی الاکید عن الصلاۃ وراء عدی التقلید (۱۳۰۵ھ) مولفہ امام احمد رضا البریلوی مطبوعہ بریلی۔

Marfat.com

Marfat.com

(E.mail.maniraza@hotmail.Com

Marfat.com

تحریر فرمائیں

(E.mail.manlraza@hotmail.Com)

Marfat.com